تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

ULEZ اور انسانی زندگی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا(بنی اسرائیل:30)

اور اپنی مُٹھی (بخل کے ساتھ) بھینچتے ہوئے گردن سے نہ لگالے اور نہ ہی اُسے پُورے کا پُورا کھول دے کہ اس کے نتیجہ میں تُو ملامت زدہ (اور) حسرت زدہ ہو کر بیٹھ رہے۔

آؤ تمھیں بتائیں محبت کے راز ہم
چھیڑیں تمھاری روح کے خوابیدہ ساز ہم
میدان عشق میں ہیں رہے پیش پیش وہ
محمود بن گئے وہ، بنے جب ایاز ہم

اِس وقت دنیا جن مختلف پلوشن سے دوچار ہے۔ اُن میں ایک گاڑیوں سے نکلنے والے دھویں کی پلوشن ہے بالعموم ڈیزل کی گاڑیوں کی وجہ سے پھیلنے والی پلوشن۔ اِسے ہم ماحول کی آلودگی کا نام دے سکتے ہیں۔ جس کے روک تھام کے لئے ہر طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں۔ گاڑیاں بنانے والی کمپنیاں دوست ماحول گاڑیاں متعارف کروا رہی ہیں جیسے الیکٹرک گاڑیاں، ہائبریڈ گاڑیاں اور گیس سے چلنے والی گاڑیاں۔ دوسری طرف دنیا کے Civilized ممالک نے اپنے بعض علاقوں کو ایسے Zones میں تبدیل کر دیا ہے جہاں مخصوص سَن یا ماڈل سے قبل کی گاڑیوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا۔ بعض ممالک نے مختلف رنگوں کے اسٹکرز متعارف کروا رکھے ہیں جن کا داخلہ اِس علاقے میں ممنوع ہے یا جائز ہے۔ یہاں برطانیہ میں کچھ عرصہ سے لندن شہر اور اُس کے ارد گرد کے علاقے کو ULEZ (یُولَیز) کا نام دے کر تمام ایسی گاڑیوں پر پابندی لگا دی گئی جو 2016ء کے ماڈل سے پہلے کی گاڑیاں ہیں اور رفتہ رفتہ اس ULEZ کے دائرہ کو بڑھایا گیا۔ یُولیز مخفّف ہے Ultra low emission zone کا۔ اِس زون میں جو بھی ایسی گاڑی داخل ہو گی یا اِس زون کی کسی سڑک پر appear ہو گی وہ کیمرہ کی زد میں آتے ہی سزا وار قرار پائے گی اور اُسے جرمانہ ادا کرنا ہو گا۔ اِس کا ایک فائدہ حکومت کو ہے کہ اُس کی انکم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دوسری طرف لوگ پلوشن فری گاڑیوں کی طرف آ رہے ہیں۔ جس سے فضائی آلودگی میں کمی آ رہی ہے۔ بعض مقامات پر Speed Limit کے ذریعہ اِس آلودگی کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے بعض ممالک میں مختلف ناموں سے یہ سسٹم موجود ہو۔

یہ یُولَیز سسٹم یا یُولَیز زون ہر انسانی زندگی اور ہر انسانی بدن میں موجود ہے۔ اِس کا دائرہ کار دنیا میں بسنے والے ہر انسان تک پھیلا ہوا ہے خواہ وہ افریقہ کی کسی ریموٹ ایریا میں ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ یہ ایک اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کی دلیل بھی ہے۔

انسانی زندگی یا انسانی معاشرہ پر اس مضمون کے اطلاق کو سمجھنے کے لئے ہمیں ایک حدیث کا سہارا لینا ہو گا جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں صحیحین نے روایت کی ہے۔ دونوں کے تراجم مَیں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ تا کہ دونوں کے معانی سُن اور پڑھ کر اصل مطالب ہمارے سامنے آئیں۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ والی کچھ باتیں ہیں۔ اکثر لوگ انہیں نہیں جانتے۔ پس جو اِن مشتبہ باتوں سے بچا، اُس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری احتیاط سے کام لیا اور جو اِن مشتبہ امور میں جا پڑا تو وہ اس چرواہے کی مانند ہے جو اپنا ریوڑ رکھ کے آس پاس چرا رہا ہے۔ قریب ہے کہ اِس میں ریوڑ جا پڑے۔ دیکھو! ہر بادشاہ کی ایک رَکھ ہوتی ہے۔ خیال رکھنا کہ اللہ کی رَکھ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی باتیں ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور سنو! وہ دل ہے۔ (بخاری کتاب الایمان باب فضل استبرا الدینہ 52)

دوسری روایت بھی حضرت نعمان بن بشیرؓ سے ہی مروی ہے اور نعمانؓ اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں تک لے گئے اور کہا کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حلال (بھی) واضح ہے اور حرام (بھی) واضح ہے اوران دونوں کے درمیان مشتبہ باتیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شخص شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں داخل ہو گیا۔ اُس چرواہے کی طرح جو کسی محفوظ علاقہ کے گرد (جانور) چراتا ہے بعید نہیں کہ وہ (جانور) اس (چراگاہ) کے اندر چرنے لگ جائے۔ خبردار ہر بادشاہ کا ایک ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے اور سنو! اللہ کا ممنوعہ علاقہ اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ سنو! جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ صحیح ہو تو سارا جسم صحیح ہو گا۔ اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو گا اور سنو وہ دل ہے۔

(مسلم کتاب المساقاۃ باب اخذ الحلال و ترک الشبہاۃ 2982)

اِن دونوں احادیث میں دو الگ الگ مضمون اُبھر رہے ہیں جن کا میرے آج کے موضوع سے بہت گہرا تعلق ہے۔ نمبر 1۔ بادشاہ کی رَکھ یا چراہ گاہ اور نمبر 2۔ انسانی دل۔ دونوں مثالیں انسانی زندگی کے یُولَیز پر اطلاق پاتی ہیں۔ جہاں تک پہلی مثال کا تعلق ہے۔ اس کو ہم محرّمات یا مشتبہات کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ہر بادشاہ کی، ہر سربراہِ مملکت کی، ہر پیرا ماؤنٹ چیف کی ایک رَکھ، چراہ گاہ یا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی اِس کے بارڈر کے قریب قریب خود کو لے جائے گا یا اپنے جانوروں کو چَراتے ہوئے اس بارڈر کے قریب لے جائے گا تو ممکن ہے کہ وہ غلطی سے بادشاہ کے ممنوعہ علاقہ میں داخل ہو جائے جو مشکلات کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے بعض اوقات کسی مُلکی سرحدوں کے قریب قریب رہنے والے یا سفر کرنے والے غلطی سے ساتھ کے ملک میں داخل ہو کر مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام اشیاء کا بھی ایک بارڈر ہے اُس کے قریب جانے والے اُس میں داخل ہو جاتے ہیں جنہیں شبہات کا نام دیا گیا ہے۔

انسانی یُولَیز کی بھی ایک رَکھ ہے۔ حلال و حرام واضح کر دیئے گئے ہیں۔ اخلاقِ حسنہ اور اخلاقِ سیئہ کھول کر بیان کر دیئے گئے ہیں۔ انسانی زندگی کی رَکھ میں حرام چیزوں کا کیا کام؟ اِسی لئے حرام جانوروں سے اتنا دُور رہنے کی تاکید ہے کہ ایسی جگہوں پر جاب کرنے کی بھی اجازت نہیں جہاں سؤر اور شراب وغیرہ کا کاروبار ہوتا ہو اور ایسی حرام چیزوں کی چربی یا جیلاٹن کی معمولی مقدار سے بنائے جانے والے بسکٹ یا کیک وغیرہ کی بھی ممانعت ہے۔ اخلاق سیئہ کو اِس یُولَیز میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ یہ انسانی زندگی کے ماحول کو آلودہ کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ مَیں چند ایک مثالیں دیتا ہوں جن کو اپنی زندگیوں کا حصّہ بنانے کا جرمانہ ہر اُس انسان کو بھگتنا پڑتا ہے جو اِس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ جیسے غصّہ کو انسان اگر اپنی رَکھ میں، اپنی حدود میں آنے کی اجازت دے گا اُس کا نظام زندگی ڈسٹرب ہو گا۔ حدِ اعتدال سے نکل جائے گا۔ جس کا نقصان یا جرمانہ صحت کی خرابی کی صورت میں اُسے بھگتنا پڑے گا۔ اِس کا بدنتیجہ بد اخلاق کی صورت میں بھی نکلے گا۔ لکھا ہے کہ کسی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کُفر کے وقت تُم بڑے غصّہ والے تھے۔ اب غصّہ کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ غصّہ تو اب بھی وہی ہے مگر پہلے اِس کا استعمال بے جا تھا اب ٹھکانہ پر لگ گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 317)

انسانی زندگی کے یُولَیز کے لئے ایک بدخُلق جھوٹ سے اجتناب ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسے سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے اور فرمایا تم جھوٹ سے بچو یقیناً جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ آگ کی طرف لے جاتا ہے۔

(مسلم کتاب الصلہ والبرّ)

یُولَیز میں صرف پلوشن فری گاڑیوں کی ہی اجازت نہیں ہوتی۔ انہیں ایک مخصوص رفتار میں گاڑی کو چلانا بھی ہوتا ہے۔ یہی حدّ انسانی یُولَیز میں بھی مدنظر رکھنی ہوتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں میانہ روی اور متوازن زندگی کی تلقین فرمائی ہے۔ بلکہ اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال کو نصف معیشت قرار دیا۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ کون عورت ہے۔ مَیں نے عرض کی۔ یہ فلاں ہے جو اس قدر عبادت اور ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتی ہے کہ سوتی بھی نہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم پر اسی قدر عبادت واجب ہے جتنی تم میں طاقت ہے۔ خدا کی قسم! تم تھک اور اُکتا جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ نہیں اُکتائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس پر میانہ روی کے ساتھ مداومت ہو۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 779)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اور اعتدال نصف معیشت ہے اور لوگوں سے محبت سے پیش آنا نصف عقل ہے اور سوال کو بہتر رنگ میں پیش کرنا نصف علم ہے۔

(شعب الایمان الثانی والاربعون من شعب الایمان وھو باب الاقتصاد فی النفقۃ و تحریم اکل المال الباطل۔6568)

الغرض انسانی یُولیز کسی بد خُلق کو اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اِن سے پرہیز چاہئے۔ یہی وہ بد خُلق ہیں جو انسانی معاشرہ میں پلوشن پھیلانے کا موجب ہوتے ہیں۔ اوپر ہم کیمرے کا ذکر کر آئے ہیں جو سڑکوں پر گاڑیوں کی رفتار اور ڈرائیور و سواریوں کی حرکات و سکنات نوٹ کرنے کے لئے سڑکوں کے کناروں پر نصب کئے جاتے ہیں۔ اِسی طرح انسان کی دیکھ بھال اور اُس کو اسلامی طریق پر اپنی زندگی رواں دواں رکھنے کے لئے اُس کے اندر اور باہر اللہ تعالیٰ نے دکھائی نہ دینے والے کیمرے نصب کر رکھے ہیں جن سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے۔ اِسی طرح بادشاہ کے رَکھ کی بات ہوئی ہے۔ بادشاہ کی شان کے خلاف کوئی باسی غلط بات یا حرکت کرے تو درباری بلند آواز سے "حدِّ ادب" کہہ کر اُس کو حدود میں رہنے اور آداب کو مدنظر رکھنے کی طرف توجہ دلا رہا ہوتا ہے۔ بعینہٖ زندگی کے بیرونی و اندرونی یُولیز کے لئے یہ کیمرے "حدِّ ادب" کی آوازیں بلند کر کے ہمیں قانون کے اندر رہنے کی تلقین کر رہے ہوتے ہیں۔

اوپر بیان کی گئی بنیادی حدیث میں دوسری چیز "دل" کے بارے بیان ہوئی ہے۔ لکھا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے وہ دل ہے۔ اِس مثال کو پوری آب و تاب کے ساتھ انسانی زندگی کے یُولیز پر اپلائی کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح برطانیہ نے اپنے درمیانی حصہ دل اور اُس کے ارد گرد والے حصّہ کو یُولیز قرار دیا ہے اِسی طرح انسان کے درمیانی حصّے دل کی حفاظت اور اُس کو بیرونی و اندرونی پلوشن و آلودگی سے بچا کر رکھنے کا حکم ہے۔ دل کی صفائی ستھرائی کا خدا کا مقرر کردہ نظام اپنی ذات میں انسانی زندگی کا یُولیز ہے۔ روحانی اور دینی معنوں میں بھی اِس عضو کو پاک وصاف رکھنے کے لئے تمام اخلاق حسنہ کو اپنانے اور ہر قسم کے اخلاقِ سیئہ سے دُور رہنے کی تلقین ملتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں وہ شخص ہرگز داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبّر ہے گویا تکبّر و غرور انسانی زندگی کے یُولیز میں شامل ہے جس سے بچنے کی تلقین ہے کیونکہ یہ پلوشن پھیلاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور دھوکہ دینے کے لئے قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ہی ایک دوسرے سے بے رُخی کرو اور تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے۔ اور آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ آدمی کے لئے یہی شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ ہر مسلمان کا خون اس کا مال، اور اس کی عزّت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم قلم المسلم وخذلہ واحتقارہ۔4636)

اب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو بظاہر اِس مضمون پر اطلاق نہیں پاتا لیکن اِس ارشاد کے آخری حصّہ کو مدنظر رکھ کر تفصیلی ارشاد پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"زینت اور لباس تقویٰ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ کھاؤ اور پیؤ لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ ایک تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کیونکہ خوراک کا بھی انسانی ذہن پر اثر پڑتا ہے طبیعت پر اثر پڑتا ہے۔ خیالات میں سوچوں پر اثر پڑتا ہے اس لئے پاکیزہ، صاف اور حلال غذا کھاؤ تا کہ کسی بھی لحاظ سے تمہارے سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جو تمہیں تقویٰ سے دور لے جانے والا ہو۔ جن چیزوں کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان کے کھانے سے رک جاؤ۔ جن چیزوں کے پینے سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے ان کے پینے سے رک جاؤ۔ کیونکہ ان کا کھانا اور پینا اس حکم کے تحت ناجائز ہے۔ اگر کھاؤ پیؤ گے تو اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرو گے۔

اسراف کا ایک مطلب گھن لگنا بھی ہے۔ آج کل دیکھ لیں بہت سی بیماریاں جو پیدا ہو رہی ہیں اس خوراک کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے اور بہت سے عوامل بھی ہیں لیکن جب علاج ہو رہا ہو تو ڈاکٹروں کی تان دوائیوں کے علاوہ خوراک پہ بعض دفعہ آ کے ٹوٹتی ہے اور اس زمانے میں جبکہ انسان بہت زیادہ تن آسان ہو گیا ہے سستی اور آرام کی اتنی زیادہ عادت پڑ گئی ہے یہ خوراک ہی ہے جو کئی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ یہاں یورپ میں بھی کہتے ہیں کہ جو برگر وغیرہ زیادہ کھانے والے لوگ ہیں ان کو انتڑیوں کی بعض بیماریاں ہو جاتی ہیں۔ پھر چاکلیٹ کھانے والے بچوں کو کہتے ہیں کہ زیادہ چاکلیٹ نہ کھاؤ دانت خراب ہو جاتے ہیں، کیڑا لگ جاتا ہے اور جب انسان پہ بیماریاں آ جائیں تو پھر یکسوئی سے عبادت بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے حکم ہے کہ مومن کو بھوک چھوڑ کر اور اعتدال سے کھانا چاہئے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض دوسری چیزیں مثلاً شراب وغیرہ اور دوسری نشہ آور چیزیں جو استعمال کرتے ہیں ان کا بھی اسی وجہ سے مذہب سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے بھی دور چلے جاتے ہیں۔ تو اس لئے فرمایا کہ کھانے پینے میں حدود سے تجاوز نہ کرو ورنہ ایسی قباحتیں پیدا ہوں گی، ایسی حالت پیدا ہو گی، ایسی تکلیفیں ہوں گی جو گھن کی طرح تمہاری صحت کو کھالیں گی اور نیکیوں، عبادتوں سے محروم ہو جاؤ گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”واضح ہو کہ قرآن شریف کے رو سے انسان کی طبعی حالتوں کو اس کی اخلاقی اور روحانی حالتوں سے نہایت ہی شدید تعلقات واقع ہیں۔ یہاں تک کہ انسان کے کھانے پینے کے طریقے بھی انسان کی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر اثر کرتے ہیں اور اگر ان طبعی حالتوں سے شریعت کی ہدایتوں کے موافق کام لیا جائے تو جیسا کہ نمک کی کان میں پڑ کر ہر ایک چیز نمک ہی ہو جاتی ہے۔ ایسا ہی یہ تمام حالتیں اخلاقی ہی ہو جاتی ہیں اور روحانیت پر نہایت گہرا اثر کرتی ہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف نے تمام عبادات اور اندرونی پاکیزگی کی اغراض اور خشوع خضوع کے مقاصد میں جسمانی طہارتوں اور جسمانی آداب اور جسمانی تعدیل کو بہت ملحوظ رکھا ہے اور غور کرنے کے وقت یہی فلاسفی نہایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی اوضاع کا روح پر بہت قوی اثر ہے۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے طبعی افعال گو بظاہر جسمانی ہیں مگر ہماری روحانی حالتوں پر ضرور ان کا اثر ہے۔ جسمانی سجدہ بھی روح میں خشوع اور عاجزی کی حالت پیدا کرتا ہے۔ اس کے مقابل پر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب ہم گردن کو اونچی کھینچ کر اور چھاتی کو اُبھار کر چلیں تو یہ وضع رفتار ہم میں ایک قسم کا تکبر اور خود بینی پیدا کرتی ہے۔ تو ان نمونوں سے پورے انکشاف کے ساتھ کھل جاتا ہے کہ بے شک جسمانی اوضاع کا روحانی حالتوں پر اثر ہے۔

ایسا ہی تجربہ ہم پر ظاہر کرتا ہے کہ طرح طرح کی غذاؤں کا بھی دماغی اور دلی قوتوں پر ضرور اثر ہے۔ مثلاً ذرا غور سے دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ کبھی گوشت نہیں کھاتے، رفتہ رفتہ ان کی شجاعت کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ نہایت دل کے کمزور ہو جاتے ہیں اور ایک خداداد اور قابل تعریف قوت کو کھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی شہادت خدا کے قانون قدرت سے اس طرح پر بھی ملتی ہے کہ چارپایوں میں سے جس قدر گھاس خور جانور ہیں کوئی بھی ان میں سے وہ شجاعت نہیں رکھتا جو ایک گوشت خور جانور رکھتا ہے۔ پرندوں میں بھی یہی بات مشاہدہ ہوتی ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ اخلاق پر غذاؤں کا اثر ہے۔ ہاں جو لوگ دن رات گوشت خوری پر زور دیتے ہیں اور نباتاتی غذاؤں سے بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں وہ بھی حلم اور انکسار کے خُلق میں کم ہو جاتے ہیں۔ اور میانہ روش کو اختیار کرنے والے دونوں خُلق کے وارث ہوتے ہیں۔ اسی حکمت کے لحاظ سے خدائے تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے {كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا} (الاعراف:32) یعنی گوشت بھی کھاؤ اور دوسری چیزیں بھی کھاؤ مگر کسی چیز کی حد سے زیادہ کثرت نہ کرو تا اس کا اخلاقی حالت پر بد اثر نہ پڑے اور تا یہ کثرت مضر صحت بھی نہ ہو اور جیسا کہ جسمانی افعال اور اعمال کا روح پر اثر پڑتا ہے ایسا ہی کبھی روح کا اثر بھی جسم پر جا پڑتا ہے۔ جس شخص کو کوئی غم پہنچے آخر وہ چشم پُر آب ہو جاتا ہے اور جس کو خوشی ہو آخر وہ تبسم کرتا ہے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن صفحہ 319-321)

تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خوراک کا اخلاق پر بھی اثر پڑتا ہے اور جب اخلاق پر بد اثر پڑے گا تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی بھی متاثر ہو گی اور نتیجتاً عبادتوں پر بھی اثر پڑے گا اور پھر فرمایا کہ جسمانی وضع قطع کا اخلاق پر اثر پڑتا ہے۔ جو حالتیں انسان اپنی بناتا ہے تو جب انسان کی وضع قطع ایسی ہو جس سے تکبر جھلکتا ہو، تکبر کا اظہار ہوتا ہو جیسا کہ فرمایا کہ گردن اکڑا کے چلنے والا انسان تو پھر اپنی زینت اس تکبر کو ہی سمجھے گا، اس گردن اکڑانے کو ہی سمجھے گا، خشیت اور عاجزی اس میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور جب یہ چیزیں پیدا نہیں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بھی توجہ نہیں ہو گی۔ اگر دنیا کے دکھاوے کے لئے مسجد میں نمازوں کے لئے کبھی آ بھی جائے تو وہ دنیا کمانے کے لئے ہو گا نہ کہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کی وجہ سے۔ پس یہ جو لوگ بعض دفعہ اعتراض کرتے ہیں کہ مسجد کی زینت کا، تقویٰ کا کھانے پینے سے کیا تعلق ہے اس میں یہ واضح ہو گیا کہ کھانا پینا بھی اخلاق پہ اثر ڈالتا ہے اور اخلاق عبادتوں پہ اثر ڈالتے ہیں۔ ان لوگوں کی کم فہمی ہے اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں بڑی حکمتیں ہیں۔ اسراف کا مطلب فضول خرچی کرنا بھی ہے، کسی کام سے غافل ہونا بھی ہے، کام کو بھلا دینا بھی ہے۔ تو کھانے پینے سے مراد صرف کھانا پینا ہی

نہیں بلکہ دنیا کی تمام آسائشوں، سہولتوں کا استعمال، اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان کا استعمال ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو نعمتیں مَیں نے تمہیں مہیا کی ہیں ان کا استعمال کرو، جو چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں، پاک ہیں، طیب ہیں، ان کو استعمال کرو۔ کھاؤ، جو نعمتیں تمہاری سہولت کے لئے اور تمہاری خدمت کے لئے تمہیں عطا کی ہیں ان کا استعمال کرو۔ لیکن ان کی بھی کچھ حدود ہیں۔ اتنا تجاوز نہ کر جاؤ اور اس حد تک نہ چلے جاؤ کہ ہر وقت انہیں چیزوں کی تلاش میں رہو اور عبادتوں سے غافل ہو جاؤ۔ ایک اچھی سواری، اچھی کار، اچھا گھر اور باقی سہولتیں تمہارے آرام و آسائش کے لئے ہیں اور یہ چیزیں تمہاری زینت میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 11 نومبر 2005ء)

(تحریر: فرخ شاد۔ برطانیہ)

✿✿✿✿